بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

سورة يونس

(۳)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ
مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ
اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْ اٰيَاتِنَا قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور یہ جو کہتے ہیں کہ نبی پر اُس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی[۲۸] کیوں نہیں اتاری گئی تو (اِن سے) کہو، (یہ غیب کے معاملات ہیں[۲۹] اور) غیب کا علم تو اللہ ہی کو ہے۔ سو انتظار کرو، میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں[۳۰]۔ (لوگوں کا حال یہ ہے کہ عذاب کی نشانی مانگتے ہیں، مگر) جب کسی تکلیف کے بعد جو اُنھیں پہنچی ہو ہم اُن کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو ہماری نشانیوں کے معاملے میں حیلے

۲۸؎ اصل میں لفظ 'اٰيَةٌ' آیا ہے۔ آگے کی آیات سے واضح ہے کہ اِس سے یہاں عذاب کی نشانی مراد ہے جسے دیکھ کر واضح ہو جائے کہ پیغمبر جس فیصلہ کن عذاب کی وعید سنا رہا ہے، وہ بھی آ کر رہے گا۔

۲۹؎ یعنی یہ معاملات کہ اللہ عذاب کی کوئی نشانی دکھائے یا کسی قوم پر وہ عذاب نازل کرے جس کی وعید سنائی جا رہی ہے۔

۳۰؎ یہ قوم کو مبتلاے عذاب دیکھنے کی تمنا نہیں، بلکہ حسرت واندوہ کے ساتھ ایک ایسی چیز کا انتظار ہے جو قوم کی

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ
بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ
مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ
هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ

بنانے لگتے ہیں[۳۱]۔ (اِن سے) کہو، اللہ اپنے حیلوں میں کہیں تیز ہے۔ (یاد رکھو)، جو حیلہ بازیاں تم کر رہے ہو، ہمارے فرشتے اُنھیں لکھ رہے ہیں[۳۲]۔ ۲۰-۲۱

(اِس کی مثال یہ ہے کہ) وہ اللہ ہی ہے جو تمھیں خشکی اور تری میں سفر کراتا ہے[۳۳]، یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور کشتیاں لوگوں کو لے کر موافق ہوا سے چل رہی ہوتی ہیں[۳۴] اور لوگ اُس سے شاداں و فرحاں ہوتے ہیں کہ یکایک اُس پر تند ہوا آجاتی ہے اور کشتی کے مسافروں پر ہر طرف سے موجیں اُٹھنے لگتی ہیں اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ طوفان میں گھر گئے۔ اُس وقت وہ اپنی اطاعت کو اللہ ہی کے لیے خالص کر کے اُس کو پکارنے لگتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں اِس سے نجات دے دی تو یقیناً ہم شکر گزار

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ضد کے باعث خدا کا فیصلہ بن چکی ہے۔

۳۱؎ چنانچہ کبھی وعدے کرتے ہیں کہ اس مرتبہ ہلاکت سے بچ گئے تو خدا کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے اور کبھی اِس طرح کے فلسفے بیان کرتے ہیں کہ یہ گردش زمانہ ہے۔ اِس قسم کے نرم گرم حالات ہر قوم کو پیش آتے ہیں۔ اِنھیں خدا کی تنبیہ یا عقیدہ و عمل کے کسی فساد کا نتیجہ کیوں سمجھا جائے؟

۳۲؎ یہ نہایت سخت تنبیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لکھ رہے ہیں تو عنقریب اِن حیلہ بازیوں کا نوٹس بھی لیں گے۔

۳۳؎ یہ اِس لیے فرمایا ہے کہ زمین میں سفر کے تمام ذرائع و وسائل خدا ہی کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور وہ تدبیر و حکمت بھی اُسی نے عطا فرمائی ہے جس سے کام لے کر انسان نئی نئی ایجادات کرتا اور اِس طرح اپنے لیے سفر کی مزید سہولتیں پیدا کر لیتا ہے۔

۳۴؎ اصل میں فعل 'جَرَيْنَ' آیا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ 'فُلْك' مذکر مونث، واحد جمع، سب کے لیے آجاتا ہے۔ یہاں سے اسلوب میں بھی تبدیلی ہوئی ہے اور وہ تمثیل کے تقاضے سے حاضر کے بجائے غائب کا ہو گیا ہے

الْحَقِّ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

ہوکر رہیں گے۔ پھر جب وہ اُنھیں نجات دے دیتا ہے تو فوراً ہی بغیر کسی حق کے[۳۵] زمین میں سرکشی کرنے لگتے ہیں۔ لوگو،[۳۶] تمھاری سرکشی کا وبال تمھی پر آنے والا ہے[۳۷]۔ دنیا کی زندگی کا نفع اٹھالو،[۳۸] پھر تم کو پلٹ کر ہمارے ہی پاس آنا ہے۔ اُس وقت ہم بتا دیں گے جو کچھ تم کر رہے تھے۔ دنیا کی یہ زندگی (جس نے تمھیں غفلت میں ڈال دیا ہے)، اِس کی مثال ایسی ہے جیسے بارش کہ ہم نے اُسے آسمان سے برسایا تو زمین کی نباتات خوب نکلیں، وہ بھی جنھیں آدمی کھاتے ہیں اور وہ بھی جنھیں جانور کھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب زمین رونق پر آگئی اور اُس نے اپنا بناؤ سنگھار کرلیا اور زمین والوں نے خیال کیا کہ اب وہ اُس پر پوری قدرت رکھتے ہیں[۳۹] تو اچانک رات یا دن میں (کسی وقت) ہمارا فیصلہ آ گیا،

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

تاکہ عموم پر دلالت کرے۔ تمثیلات میں یہی اسلوب زیادہ موزوں اور موثر ہوتا ہے۔

۳۵؎ یہ اِس لیے فرمایا ہے کہ مخلوق اپنے خالق کے سامنے سرکشی کرے تو وہ ہر حال میں بغیر کسی حق کے ہوگی۔

۳۶؎ یہاں سے خطاب پھر براہ راست قریش سے ہو گیا ہے۔

۳۷؎ یہ نہایت سخت وعید ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تمھاری یہ سرکشی تم پر خدا کی حجت پوری کر دے گی اور بالآخر اُس کے فیصلہ کن عذاب کی زد میں آ جاؤ گے جو کسی کو باقی نہ چھوڑے گا۔

۳۸؎ اصل الفاظ ہیں: 'مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا'۔ اِن میں لفظ 'مَتَاعَ' ایک فعل محذوف سے منصوب ہے۔ ہم نے ترجمے میں اُسے کھول دیا ہے۔

۳۹؎ یہ اُس حوصلے اور امنگ کی تعبیر ہے جس سے فصل کو اُس کے جوبن پر دیکھ کر اُس کے مالکوں کے دل لبریز ہو جاتے ہیں۔

الْاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ﴿۲۴﴾

وَاللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ وَیَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ﴿۲۵﴾ لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰی وَزِیَادَۃٌ وَلَا یَرۡہَقُ وُجُوۡہَہُمۡ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّۃٌ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ﴿۲۶﴾ وَالَّذِیۡنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍۭ بِمِثۡلِہَا وَتَرۡہَقُہُمۡ ذِلَّۃٌ مَالَہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ عَاصِمٍ کَاَنَّمَاۤ اُغۡشِیَتۡ وُجُوۡہُہُمۡ

پھر ہم نے اُسے ایسا کاٹ کر ڈھیر کر دیا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ ہم اُن لوگوں کے لیے جو غور کریں، اپنی نشانیاں اسی طرح کھول کر بیان کرتے ہیں۔۲۲-۲۴

(لوگو، تم اِس زندگی کے فریب میں مبتلا ہو) اور اللہ تمھیں سلامتی کے گھر کی طرف[۴۰] بلاتا ہے اور (اِس کے لیے) جس کو چاہتا ہے، (اپنے قانون کے مطابق)، سیدھی راہ دکھا دیتا ہے[۴۱]۔ (پھر) جن لوگوں نے بھلائی کی، اُن کے لیے بھلائی ہے اور اُس پر مزید بھی۔ اُن کے چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی نہ ذلت۔ وہی جنت کے لوگ ہیں، وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (اِس کے برخلاف) جنھوں نے برائیاں کمائی ہیں تو (خدا کا قانون یہ ہے کہ) برائی کا بدلہ اُس کے برابر ہے[۴۲]۔ سو اُن پر ذلت چھائے گی ـــــ اُنھیں کوئی خدا سے بچانے والا نہ ہوگا[۴۳] ـــــ اُن کے چہرے ایسے ہوں

۴۰؎ یعنی جنت کی طرف، جس کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ وہاں نہ ماضی کے پچھتاوے ہوں گے نہ مستقبل کے اندیشے، وہ سراسر سلامتی ہوگی۔

۴۱؎ یعنی اِس قانون کے مطابق کہ جو سیدھی راہ کے سچے طالب ہوں، وہ اِس کے مستحق ہیں کہ اللہ اُنھیں سیدھی راہ دکھائے۔

۴۲؎ یعنی بھلائی کے لیے تو مزید بھی ہے، لیکن برائی کا بدلہ پورے انصاف کے ساتھ بالکل برابر ہے، اُس میں کمی بیشی نہ ہوگی۔

۴۳؎ سلسلۂ کلام کے بیچ میں یہ ایک جملہ معترضہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جن ہستیوں سے مدد اور سفارش کی

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧﴾

گے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑوں سے ڈھانک دیے گئے ہیں۔ وہی دوزخ کے لوگ ہیں، وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ۲۵-۲۷

امیدیں باندھتے ہو، اُن میں سے کوئی بھی وہاں کام نہ آئے گا۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com